ڈاکٹر محمد فخر الحق نوری

ن۔م۔راشد کے خطوط بنام اعجاز حسین بٹالوی

Letters to Eijaz Batalvi from N.M. Rashid

Abstract:

Dr. M. Fakheruddin Noori, Professor, Urdu Department, Osaka University, Japan

These letters have been written and posted to "Eijaz Batalvi" from Tehran (Iran) to Lahore (Pakistan) during 1968 to 1973.
Eijaz Hussain Batalvi was an important legal expert and an intimate friend of N.M Rashid.
N.M Rashid is one of an important modern poet in order to Urdu Poetry.
The beginning of this article included a paragraph from the letter written in 1953.
This is an individual, neutral and objective status of confession about N.M Rashid's own ("Ghuzal Poetry").
Dr. Fukhruddin Noori has compiled these letters with marginal descriptions (Taaleqat) and other essentialities.
These letters of N.M Rashid might be important in biographical perspective.

ممتاز ماہرِ قانون اور دانش ور اعجاز حسین بٹالوی ن۔م۔راشد کے نسبتاً کم عمر مگر بے تکلف دیرینہ دوستوں میں سے تھے۔ میں ان سے، اگرچہ اس سے پیشتر بھی دو چار دفعہ مل چکا تھا، تاہم میری ان سے زیادہ تر ملاقاتیں ان دنوں ہوئیں جب میں آج سے بارہ چودہ سال پہلے ''ن۔م۔راشد۔ تحقیقی و تنقیدی مطالعہ'' کے موضوع پر ڈاکٹریٹ کے لیے مقالہ لکھنے کی تیاری کر رہا تھا۔ ان ملاقاتوں میں اعجاز بٹالوی نے موضوع کی مناسبت سے میرے بعض سوالوں کے جواب دینے کے علاوہ کسی قدر تلاش کے بعد اپنے نام راشد کے رقم کردہ دو خط بھی مرحمت کیے جو ۱۹۶۸ء اور ۱۹۷۳ء میں تہران سے لاہور ارسال کیے گئے تھے۔ اعجاز بٹالوی کو اپنے کاغذات میں اول الذکر سے پندرہ سال پہلے کا لکھا ہوا راشد کا ایک اور خط بھی

ملا جو انھوں نے میری خواہش اور کوشش کے باوجود مجھے نہ دیا کیوں کہ ان کے بقول اس میں شامل کچھ حصہ ''ناگفتنی'' تھا۔ البتہ مذکورہ خط میں سے انھوں نے ایک اقتباس، اس وضاحت کے ساتھ، اپنے ہاتھ سے نقل کر کے میری طرف بڑھا دیا:

''امریکہ (نیویارک) سے راشد کا ایک خط اعجاز حسین بٹالوی کے نام،
تاریخ، ۲ جون ۱۹۵۳ء۔''

یہ اقتباس اپنی ہی غزل گوئی کے بارے میں راشد کے نہایت معروضی اور غیر جانب دارانہ اعتراف کی حیثیت رکھتا ہے۔ آئندہ صفحات میں اس اقتباس کو بھی، اس کے ماخذ کو حاصل زمانی تقدم کے باعث، دونوں مکمل خطوں سے پہلے درج کر کے قارئین کی نذر کیا جا رہا ہے۔

(۱)

۔۔۔ایک غزل کہی ہے، اس کے چند شعر اس مختصر سی جگہ میں لکھ رہا ہوں۔ کس قدر Laboured غزل ہے۔ [۱] غزل کہنے کے بعد ہمیشہ یہ احساس ہوا، الفاظ اور مضامین کے بے معنی ہیر پھیر کا احساس۔ قافیہ بازی کی رہنمائی اکثر گمراہی کا باعث ہوئی۔ پیش پا افتادہ فلسفہ، کبھی اپنایا نہ جا سکا نہ اپنا کوئی فلسفۂ حیات پورے طور پر غزل کے بطن میں راہ پا سکا۔[۲]

(۲)

تہران
۱۸ اپریل ۱۹۶۸ء

عزیز اعجاز۔ زندہ رہو۔ کراچی کے ایک پبلشر نے ابن انشا کی کتاب ''چلتے ہو تو چین کو چلیے'' کا ایک نسخہ حال ہی میں میرے نام بھیجا ہے۔ اس میں تمھارا ذکر (جو دوسروں کے مقابلے میں زیادہ ذکر خیر ہے) پڑھ کر جی چاہا تمھیں خط لکھوں۔ کتاب بے حد دل چسپ ہے اور چین کی جیتی جاگتی تصویر سامنے آتی ہے۔ اگرچہ کہیں کہیں مبالغے کا گمان بھی ہوتا ہے۔ لیکن ابن انشا کا اسلوب بیان بے حد جاذب اور دل چسپ ہے اور دوڑتے بھاگتے بہت سی معلومات جمع کر دی ہیں۔[۱]

اعجاز میاں، ایک نیکی کا کام کرو۔ لاہور میں میرے تیسرے مجموعے ''لا = انسان'' کے لیے کوئی پبلشر پیدا کرو۔۲ مجموعہ تیار ہے۔ چند صفحوں کا دیباچہ اضافہ کروں گا۔۳ صرف پہلے اڈیشن کے لیے کنٹریکٹ کرنا چاہتا ہوں۔ اگر ہو سکے تو ایک ہی پبلشر اگر ''ماورا'' کا تیسرا ۴ اور ''ایران میں اجنبی'' کا دوسرا اڈیشن چھاپ کر، تینوں مجموعوں کو ایک ہی انداز میں شایع کر سکے تو ممنون ہوں گا۔ زیادہ تمنا یہ ہے کہ کاغذ اچھا ہو، کتابت خوب صورت ہو، جلد مضبوط ہو، وغیرہ وغیرہ۔ رائلٹی جو بھی مقرر کر سکو، مجھے منظور ہوگی۔ اگر تینوں کتابیں دو دو ہزار تک، کم از کم، چھپ سکیں تو سبحان اللہ۔۵ یہ جو ایک ہزار نسخے چھاپنے کی رسم ہے، خاصی شرم ناک ہے۔ اس سے تو بہتر ہے کہ کتاب کو سائیکلوسٹائل کر لیا جائے۔ اس ملک میں، جہاں پڑھے لکھوں کی تعداد ہم سے بہت زیادہ نہیں اور آبادی کم ہے اور غریبی، تہران کو چھوڑ کر، ہر جگہ ہم سے کسی قدر کم ہے، کوئی کتاب بھی دس ہزار نسخوں سے کم نہیں چھپتی۔ ہمارے ہاں کیا مصیبت ہے؟

تمھارا اور ہمارا دوست فریدون گرکانی اب اس مرکزِ اطلاعات میں اس نیازمند کی ''مصیبت'' ہے۔ فروری سے میرے معاون کی حیثیت سے میری سفارش پر ملازم رکھ لیا گیا ہے۔ گدھے کی طرح کام کرتا ہے۔ بلکہ میں اس سے کہتا ہوں کہ تم جو ''اسپِ وحشی'' تھے، تمھیں کیا پڑی کہ تم نے ''خرِ آسیا'' بننا منظور کر لیا۔ اس نے دوسری شادی کر لی ہے۔ حال ہی میں۔ یہ بیوی ایرانی ہے اور پاکستانی عورتوں سے زیادہ خاموش اور باسلیقہ۔ نہ کتاب پڑھتی ہے نہ پولو کھیلتی ہے۔ اس لیے فریدون مزے سے اپنی عادات کو برقرار رکھ سکتا ہے۔۶

تم ایران کب آؤ گے؟ بھابی کو آداب، بچوں کو دعا پیار۔ ان کے نام ابھی تک گھر میں زبان زد ہیں!

مخلص راشد

P.O Box 1555,
Tehran, Iran.

۱۹ جون ۱۹۷۳ء

عزیز اعجاز۔ خدا تمھیں خوش رکھے۔ ابھی ابھی تمھارا خط ملا۔ ۸ جون کا لکھا ہوا خط، آج صبح پہنچا ہے۔ میں ۲۳ یا ۲۴ جون کو اپنی ذاتی کار میں پاکستان کے لیے روانہ ہو رہا ہوں۔ افغانستان کے راستے سفر کروں گا۔ کئی جگہ رک کر ''ٹورزم'' کروں گا۔ اس لیے خیال ہے کہ یکم یا دو جولائی کو راولپنڈی پہنچوں گا۔ پھر مجھے اپنی بہن کے پاس چکوال جانا ہے۔[۱] اس کا میاں وہاں کے گورنمنٹ کالج کا پرنسپل ہے۔[۲] لاہور آنے کا پروگرام کچھ موسم پر منحصر ہے اور کچھ بعض اور مصروفیتوں پر، تاہم تم سے ملاقات کی کوئی صورت نکالنی ضروری ہے۔ ہوسکا تو راولپنڈی یا چکوال سے تمھیں ٹیلی فون کروں گا۔

دنیا کے اور پاکستان کے حالات کے بارے میں تم سے مفصل گفتگو ہوگی۔ میں اس سے متفق ہوں کہ خوش بینی کے بغیر چارہ نہیں تاہم آنے والی بلاؤں سے آنکھیں بند کر کے بیٹھ جانا ان بلاؤں کو رد نہیں کرسکتا۔ آنکھیں کھلی رہیں تو ردِ بلا کی بھی کوئی صورت پیدا ہو ہی جاتی ہے۔

''المثال'' کا جو حال تم نے لکھا ہے وہ مجھ تک مختلف ذرائع سے پہنچ چکا ہے۔ کئی بیانات کو جمع کرنے کے بعد یہی تصویر روشن ہوئی تھی۔ لیکن تم نے اپنے اثر سے کام لے کر جو حل سُجھایا ہے، اس سے اطمینانِ قلب کی صورت نکل آتی ہے۔ میرے خیال میں یہی اچھا ہے کہ کسی کتاب فروش کے ساتھ سودا کرلیا جائے۔ اگر مجھے پاکستان میں رہنا ہوتا تو شاید مناسب رقم ادا کر کے میں ہی خرید لیتا۔[۳]

میں جولائی کے آخر میں تہران واپس آنا چاہتا ہوں۔ یکم اگست کو ایک چار مہینے کا کام میرے سپرد کیا جا رہا ہے۔ یو۔این کی ایک ایجنسی یہاں سے اپنا ایک سہ ماہی رسالہ انگریزی میں نکالنا چاہتی ہے۔ پہلے شمارے کے لیے میری مدد درکار ہوگی۔ شاید یہ چار مہینے مزید طوالت بھی اختیار کرلیں۔ لیکن مجھے جون ۱۹۷۴ء کے بعد تہران میں رہنا مشکل نظر آتا ہے۔ اس کے بعد کی صورتِ حال فی الحال روشن نہیں۔[۴] البتہ اس سفر کے دوران میں یا لاہور، یا ایبٹ آباد

میں کوئی پرانا لیکن ''سرسبز'' مکان خریدنا چاہتا ہوں۔ جس میں کم از کم اپنی بہت سی کتابیں لگا سکوں اور سردیوں کا زمانہ ان کتابوں کے درمیان گزار سکوں۔ مکان کی تلاش میں شاید تمھاری مدد درکار ہوگی۔ لیکن تم پر کوئی ناگوار بار نہیں ڈالنا چاہتا۔ ۵

اس بات کا بے حد افسوس ہے کہ تم سخت جہانگیرد ہونے کے باوجود، تہران نہ آسکے۔ شاید اس سال جاڑوں میں تم یہاں آنے کی کوئی صورت پیدا کرو۔

عزیز گرامی فریدون گرکانی دو دفعہ جیل جاچکے ہیں۔ کچھ بیوی کے ساتھ مار پٹائی کی بنا پر اور کچھ جعلی چیک جاری کرنے کی سزا میں۔ بیوی کو (یعنی اس ایرانی بیوی کو) بھی طلاق دے چکے ہیں اور روپوش ہیں۔ یعنی سخت کوشش کے باوجود ان کا کہیں سراغ نہیں ملتا۔ میں ان کے تمام عزیزوں کے گھروں پر جاچکا ہوں۔ ایک گھر دوسرے گھر پہنچا دیتا ہے۔ لیکن سب فریدون کے وجود سے ''انکاری'' ہیں۔ ۶

مخلص راشد

حواشی

خط نمبر ۱:

۱ راشد نے جو غزل لکھ بھیجی تھی، اس کا مطلع ہے:

یگانہ مونسِ حال تباہ بن کے رہی
شراب دل زدگاں کی پناہ بن کے رہی

بعد میں یہ غزل ان کے دوسرے شعری مجموعے ''ایران میں اجنبی'' کے پہلے ایڈیشن میں شامل ہوئی۔ (ایران میں اجنبی۔ طبع اول، لاہور: گوشۂ ادب، ۱۹۵۵ء، ص ۱۷۳۔۱۷۴)

۲ راشد نے اپنے دوسرے شعری مجموعے ''ایران میں اجنبی'' کی اشاعت اول میں سات غزلیں بھی شامل کیں مگر ''دیباچہ'' لکھتے ہوئے ان کے بارے میں ایسا ہی معذرت خواہانہ انداز اختیار کیا۔ لکھتے ہیں: ''۔۔۔ غزل کی صناعی آزاد نظم کی صناعی سے مختلف ہے اور جہاں تک میں جانتا ہوں، میں نے اسے اپنے لیے کبھی موزوں ذریعۂ اظہار نہیں پایا اور جب بھی غزل کہی ہے، بیشتر تقلیداً کہی ہے اور اس میں نسبتاً روایتی انداز بیان غالب رہا ہے'' (ایران میں اجنبی۔ طبع اول، لاہور: گوشۂ ادب، ۱۹۵۵ء، ص ۳۱)

اسی احساس کے باعث مذکورہ مجموعے کی اشاعت ثانی سے غزلیں خارج کردی گئیں۔ ''دیباچۂ طبع دوم'' میں راشد رقم طراز ہیں: ''۔۔۔ غزلیں بھی حذف کردی گئی ہیں کیونکہ وہ فنی اعتبار سے ضعیف نظر آنے لگی تھیں۔'' (ایران میں اجنبی)۔

خط نمبر۲:

۱۔ ابن انشا۔ چلتے ہو تو چین کو چلیے۔ کراچی: مکتبۂ دانیال، ۱۹۶۷ء۔

۲۔ اس خواہش کا اظہار راشد نے تہران سے ڈاکٹر جمیل جالبی کے نام ۱۱۔مئی ۱۹۶۸ء کے مرقومہ خط میں بھی کیا ہے۔ لکھتے ہیں: ''تیسرا مجموعہ چھاپنے کی تمنا سب سے زیادہ ہے۔ اگر کوئی تسلی بخش انتظام ہو سکے تو ممنون ہوں گا۔'' (''نیا دور''، کراچی: ن۔م۔راشد نمبر، شمارہ ۷۱۔۷۲، ص ۲۲۰)

۳۔ جب ''لا=انسان'' کی اشاعت عمل میں آئی تو اس میں چند صفحوں کا روایتی دیباچہ نہیں بلکہ ''ایک مصاحبہ (ن۔م۔راشد کے ساتھ)'' کے عنوان سے راشد کا ایک طویل انٹرویو شامل تھا جو انھوں نے امریکی یونیورسٹیوں کے اُردو کے طالب علموں۔ شکاگو یونیورسٹی کے کارلو کپولا، نیویارک یونیورسٹی کے ارشد حسین اور برکلے یونیورسٹی کے جان سپریٹ کو دیا تھا۔ (لا=انسان، لاہور: المثال، ۱۹۶۹ء، ص ۱ تا ۳۷)

۴۔ راشد غلطی سے ''ماورا'' کا چوتھا کے بجائے تیسرا ایڈیشن لکھ گئے ہیں حالانکہ اس کے تین ایڈیشن پہلے ہی چھپ چکے تھے۔

i۔ ماورا۔ طبعِ اوّل، لاہور: مکتبۂ اُردو، ۱۹۴۱ء۔

ii۔ ماورا۔ طبعِ دوم، لاہور: مکتبۂ اُردو، ۱۹۴۷ء۔

iii۔ ماورا۔ طبعِ سوم، لاہور: سول اینڈ ملٹری گزٹ پریس، ۱۹۵۳ء۔

۵۔ بعد ازاں راشد کا معاہدہ منیر نیازی کے ساتھ ہو گیا جنھوں نے ۱۹۶۹ء میں اپنے نوساختہ اشاعتی ادارے المثال۔ لاہور سے ان کی تمنا کے مطابق نہ صرف تیسرے مجموعے ''لا=انسان'' کا پہلا بلکہ پہلے مجموعے ''ماورا'' کا چوتھا اور دوسرے مجموعے ''ایران میں اجنبی'' کا دوسرا ایڈیشن بھی اعلیٰ معیار کے ساتھ ایک ہی انداز میں شایع کر دیا۔ البتہ کسی بھی مجموعے کی تعدادِ اشاعت ایک ہزار سے متجاوز نہ کر سکی۔ نیز تینوں مجموعے ٹائپ میں چھپے۔

۶۔ ایک مشترکہ دوست اور اس کے مشاغل کا بیان، کسی قدر دلچسپ انداز میں۔

خط نمبر۳:

۱۔ مختار جہاں جو راشد سے چھوٹی بہنوں میں دوسرے نمبر پر تھیں۔

۲۔ معاشیات کے پروفیسر غلام محی الدین مرزا جو گورنمنٹ کالج چکوال کے علاوہ گورنمنٹ کالج ساہیوال کے بھی پرنسپل رہے۔

۳۔ منیر نیازی کا اشاعتی ادارہ المثال۔ لاہور تا دیر قائم نہ رہ سکا اور ان کی طبعی آزادہ روی کے باعث اس کے انتظامی و معاشی معاملات اس قدر بگڑ گئے کہ جلد ہی اپنے منطقی انجام کو پہنچ گیا۔

۴۔ اس عارضی تقرر کی مدت ہوتے ہوتے ۳۱، اگست ۱۹۷۴ء تک پھیل گئی۔ اس کی شہادت راشد کے بعض غیر مطبوعہ خطوط سے ملتی ہے۔ مثلاً اپنے چھوٹے بھائی فخر محمد ماجد کے نام ۲۰، مئی ۱۹۷۴ء کے مرقومہ خط میں لکھتے

ہیں: ''میں نے شاید اپنے گذشتہ خط میں تمھیں یہ اطلاع دی تھی کہ مجھے ۳۱، اگست تک توسیع مل گئی ہے۔'' یوں راشد کو جون ۱۹۷۴ء کے بعد بھی تہران میں رکنا پڑا۔

۵ راشد ۳۱، اگست سے پہلے ہی اپنی ذمہ داری سے عہد برا ہو کر انگلینڈ پہنچ گئے۔ وہاں سے ۲۸، ستمبر ۱۹۷۴ء کے مرقومہ خط میں انھوں نے فخر محمد ماجد کو لکھا: ''میں یہاں ۱۶، اگست کو پہنچ گیا۔۔۔'' انگلینڈ پہنچ کر راشد نے ایک فلیٹ چیلسی، لندن میں کرائے پر لے لیا مگر ان کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے ۱۹۷۵ء کے اوائل میں ایک خوبصورت قصبے چلٹنھم (Cheltenham) میں ذاتی مکان خرید لیا کہ وہاں ان کا چھوٹا بیٹا ژیل ایک اسکول میں زیرِ تعلیم تھا اور اسے ہوسٹل میں رہنا پڑتا تھا۔ راشد نے اپنی چند مہینوں کی بقیہ زندگی یہیں گزار دی۔ لاہور یا ایبٹ آباد میں کسی سرسبز مکان کے خریدنے، اس میں کتابیں لگانے اور سردیوں کا زمانہ کتابوں کے درمیان گزارنے کا جو خواب انھوں نے دیکھا تھا، پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔ ۹، اکتوبر ۱۹۷۵ء کو ان کا انتقال ہو گیا۔

٦ فریدون گرگانی کے، اس کی بے اعتدالیوں اور حرکات و مشاغل کے باعث ہونے والے المناک انجام کا بیان۔

کتابیات

۱۔ ابنِ انشا، ''چلتے ہو تو چین کو چلیے''، کراچی: مکتبۂ دانیال، ۱۹۶۷ء۔

۲۔ ن۔م۔راشد، ''لا=انسان''، لاہور: المثال، ۱۹۶۹ء۔

۳۔ ن۔م۔راشد، ''ماورا''، طبع اوّل، لاہور: مکتبۂ اُردو، ۱۹۴۱ء۔

۴۔ ن۔م۔راشد، ''ماورا''، طبع دوم، لاہور: مکتبۂ اُردو، ۱۹۴۷ء۔

۵۔ ن۔م۔راشد، ''ماورا''، طبع سوم، لاہور: سول اینڈ ملٹری گزٹ پریس، ۱۹۵۳ء۔

٦۔ ن۔م۔راشد، ''ایران میں اجنبی''، طبع اوّل، لاہور: گوشۂ ادب، ۱۹۵۵ء۔

۷۔ ن۔م۔راشد، ''ایران میں اجنبی''، طبع دوم، لاہور: المثال، ۱۹۶۹ء۔

ادبی جریدہ

۱۔ ''نیا دور''، کراچی، ''ن۔م۔راشد نمبر''، شمارہ ۷۱۔۷۲۔

O ------- O